بشکریہ :- سید منور علی شاہ صاحب

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار رواہ ابن ماجہ

ہفت روزہ
سواد اعظم
لاہور

مدیر مسئول
حکیم سید غلام معین الدین نعیمی (ککاخیل)
مقام اشاعت
نعیمی دواخانہ۔ لال کھوہ بیرون موچی گیٹ - لاہور

بیادگار
صدر الافاضل استاذ العلماء حضرت مولانا
سید محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی قدس سرہ
بالطاف عالیہ
تاج العلماء حضرت علامہ مولانا
مفتی محمد عمر صاحب نعیمی کراچی
[illegible] غلام معین الدین نعیمی برکاتی

جلد ۶ — ۲۷- رمضان مبارک [illegible] — جمعہ — ۲۲- ماہ فروری [illegible]

پاکستان کو "پلیدستان" کہنے والے پاکستان میں رہنے کا حق نہیں رکھتے

شورش کاشمیری جو خواب دیکھ رہے ہیں وہ شرمندۂ تعبیر نہیں ہوگا!

مذہبی آستانے خاموش تماشائی بننے کے بجائے اس فتنہ کا تدارک کیوں نہیں کرتے؟

صاحبزادہ عبدالمالک شاہ [illegible] "سیریاں شریف" آزاد کشمیر

کچھ دنوں سے ہفت روزہ چٹان نے جو روش اختیار کر رکھی ہے اسے دیکھ کر حیرت ہو رہی ہے [illegible] اور اس سے شورش صاحب کیا مقاصد حاصل کرنا چاہتے ہیں؟ [illegible] خدمت اسلام ہے [illegible] راقم الحروف کو عرصہ سے شورش کاشمیری کا غائبانہ تعارف ہے اور ان کی صلاحیتوں کا [illegible] ایڈیٹر چٹان کو احترام سے یاد کرتا رہا لیکن کچھ عرصہ سے [illegible] اپنے خیالات [illegible] اہل سنت [illegible] شورش [illegible] پاکستان میں [illegible] پاکستان کو [illegible] شورش صاحب [illegible] [illegible]

[illegible] شورش جو خواب دیکھ رہے ہیں وہ ہرگز شرمندۂ تعبیر نہیں ہونے دیا جائے گا۔ [illegible] کی کہانیاں ہی رہ جائیں گے۔

[illegible]

[illegible] شورش [illegible] [illegible]

[illegible] شورش نے [illegible] [illegible] اگر دیوبندی [illegible] [illegible] دیوبندی [illegible]

[illegible]

مذہبی آستانے خاموش کیوں ہیں؟

میں ان مذہبی رہنماؤں سے بھی استفسار کرتا ہوں کہ آپ کس وقت کے انتظار میں ہیں [illegible] آپ کی آنکھوں کے سامنے [illegible] [illegible]

[illegible] اُمت اسلامیہ پر احسان عظیم ہوگا [illegible] پاکستان کو "پلیدستان" کے لقب سے [illegible] پاکستان کی [illegible] اگر نہیں تو [illegible] "الشاہ چور کو قوال کو اذان دے" کا مصداق [illegible] کیا پاکستان [illegible]

تنہائی کی نادر مثال

شورش صاحب نے [illegible]

شورش کو یہ تہذیب کہاں سے ملی ہے؟

"مسٹر شورش نے دیوبندی اور بریلوی اختلافات کی آڑ لیکر ایسی شورش برپا کر رکھی ہے جو اتحاد بین المسلمین کے سراسر منافی ہے، جو ملک و ملت سے کھلی دشمنی ہے۔ علماء بریلی کی تکذیب و تکفیر کرنا اس کے نزدیک کار ثواب ہے، وہ ان کے نقش قدم پر چلنے والوں کے لئے "دعوت چہار کی اولاد" "کرنٹ" "ذوق ... " "کچھ تو ..." "تہمت تراش" "اللہ ولد الزنا" ایسے رکیک اور سوقیانہ الفاظ کا استعمال کرنا اس کے لئے ذریعہ نجات ہے۔ مگر میں پوچھتا ہوں کہ یہی بزرگ علماء کرام کا اسوۂ حسنہ ہے یا مسٹر شورش اپنی خاندانی شرافت کا مظاہرہ کر رہے ہیں —؟

● کیا سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے انہیں اسی تعلیم و تلقین سے آراستہ کیا ہے؟ اور کیا ان کے ارشد و ہدایت کا یہی نمونہ ہے جو ان کا خلف رشید دنیا پر پیش کر رہا ہے؟"

(رسالہ [illegible])

ذخیرہ کتب :- سید منور علی شاہ صاحب (امریکہ) پیشکش :- محمد احمد ترازی کراچی

ناظم رضوی

خواب میں خواب

سنی بھائیو! خواب تو آپ بھی دیکھتے ہوں گے۔ اچھے بھی۔ برے بھی۔ لیکن ذرا یہ بھی سن لیجئے۔ آج میں آپ کو مدرسہ دیوبند کے مجددین، متقدمین اور مجتہدین کے خواب سناؤں گا جو کہ خود ان کی معتبر کتابوں میں موجود ہیں۔ یہ خواب بڑے ہی عجیب و غریب ہیں بلکہ عجیب و غریب ہیں۔ ان سے متعلق رسالت میں جو جو کچھ کہا گیا ہے، واللہ بڑا ہی دلچسپ ہے۔ جہاں جہاں پیچ و خم نظر پڑتے ہیں اور بے ساختہ پکار اٹھتے ہیں۔ واہ سبحان واہ! واہ! سبحان اللہ! کیا کہنا! "امام ہمام قدوۃ الانام قطب العالم جنید عصر نعمان دوراں، بخاری وقت حضرت مولانا الحافظ الحاج المولوی رشید احمد محدث گنگوہی قدس سرہ" (تذکرۃ الرشید کا سرورق) اپنا ایک خواب بیان فرماتے ہیں۔ پڑھئے اور سر دھنئے۔

"میں نے ایک بار خواب دیکھا تھا کہ مولوی محمد قاسم صاحب عروس کی صورت میں ہیں اور میرا ان سے نکاح ہوا ہے۔ سو جس طرح زن و شوہر میں ایک دوسرے کو فائدہ پہنچتا ہے اسی طرح مجھے ان سے اور انہیں مجھ سے فائدہ پہنچا ہے۔"

بیچئے حضرت! خواب اور پھر نکاح! واہ! کیسی خواب رہی۔ اب آپ حضرات مجھ سے سوال کریں گے کہ زن و شوہر میں ایک دوسرے کو کیا فائدہ پہنچتا ہے؟ استغفر اللہ! میں تو اس کی شرح کرنے سے رہا۔ ہاں کسی قریبی دوست سے پوچھ کر مجھے بھی مطلع کر دیجئے گا۔

تیار رہئے! بالکل تیار! ابھی ابھی رشید صاحب کے شاگرد رشید جناب مولانا مولوی الحاج حسین علی صاحب کا خواب بیان کرنے لگا ہوں جو [illegible] کے مصداق یہ حضرت بھی بڑی دور کی کوڑی لاتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔

"و رأیت انہ یسقط فامسکتہ و اعصمتہ عن السقوط یعنی میں نے رسول اللہ کو دیکھا کہ گر رہے ہیں، تو میں نے حضور کو روکا اور گرنے سے بچا لیا۔"

بھی دیکھا رہے حسین علی صاحب کا۔ اور تو اور، سرور کائنات (صلی اللہ علیہ وسلم) کو گرنے سے بچا لیا۔ کیا احسان کیا حضور پر حسین علی صاحب نے۔ ہو سکتا ہے انہیں مزید یہ خواب بھی آئی ہو لیکن وہ یاد نہ رکھ سکے ہوں کہ جب انہوں نے حضور کو گرنے سے بچایا تو حضور نے فرمایا ہو کہ "حسین علی صاحب میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے گرنے سے بچا لیا، ورنہ شاید مجھے کوئی چوٹ آ جاتی۔"

بھیا! آپ کہیں گے کہ حسین علی صاحب کہاں اس قابل ہیں کہ ایسے کارہائے نمایاں سرانجام دے سکیں؟ یہ تو منہ اور مسور کی دال۔ تو بھائیو! میں نے پہلے ہی کہہ دیا کہ یہ لوگ بڑی دور کی کوڑی لاتے ہیں ماشاء اللہ [illegible] ہیں۔

بھائیو! ان لوگوں نے حضور سرور کائنات (صلی اللہ علیہ وسلم) پر بڑے احسان کئے ہیں۔ ایک احسان تو آپ پڑھ چکے کہ انہیں گرنے سے بچا لیا۔ اب دوسرا احسان بھی سنئے۔ یہ بھی خواب کی بات ہے۔ کوئی بیداری کی بات نہ سمجھ لیجئے گا۔ خلیل احمد صاحب انبیٹھوی اپنی کتاب براہین قاطعہ (مصدقہ رشید احمد گنگوہی) صفحہ ۲۶ میں بیان کرتے ہیں۔

"ایک صالح فخر عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے تو آپ کو اردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آ گئی آپ تو عربی ہیں؟ فرمایا کہ جب سے علمائے مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان آ گئی۔ سبحان اللہ۔ اس سے رتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہوا۔"

پڑھنے والے بھائیو! دیکھو ذرا! احسان کیسا ہے کہ نہیں؟ ہاں! [illegible] کا بھی خیال رکھا گیا۔ ایسا ویسا مدرسہ ہے بھی نہیں۔ بڑے بڑے فاضل یہاں سے پڑھ کے نکلے ہیں۔ جن میں حضور فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی شامل ہیں۔ دیکھیں، [illegible] کہ نہیں؟ آپ کہیں گے کہ یہ تو یونہی کسی نے ڈینگ ماری ہے؟ نہیں بھئی نہ! خواب کوئی [illegible] نہیں دیکھا۔ بلکہ خواب دیکھنے والے حضرت بھی صالح واقع ہوئے ہیں اور ان سے لکھنے والے بھی ماشاء اللہ

نہیں احمد سے ایک سے ایک اعلیٰ ، سبحان ربی الاعلیٰ

لیجئے صاحب! اب ایک اور خواب پڑھ لیجئے۔ اسے پڑھنے سے پہلے مندرجہ ذیل باتوں کو ذہن میں محفوظ رکھئے۔

(۱) یہ خواب بالکل بھی کسی صالح آدمی کو نصیب ہوا ہے۔

(۲) اسے اپنے خصوصی رسالہ میں جناب مجدد الملت حکیم الامت نے نقل فرمایا ہے [illegible] اچھے بھلے حکیم الامت ہیں۔ [illegible] حکیم الامت۔ ہاں ہاں خوب یاد رہے۔ اب پڑھئے خواب۔

"ایک ذاکر صالح کو مکشوف ہوا کہ حضرت اشرف علی تھانوی کے گھر حضرت عائشہ آنے والی ہیں۔ انہوں نے مجھ سے کہا۔ میرا ذہن (حکیم الامت صاحب کا) معاً اس طرف منتقل ہوا کہ کمسن عورت ہاتھ آئے گی۔ اس مناسبت سے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ سے نکاح کیا، حضور کا سن شریف پچاس سے زائد تھا اور حضرت عائشہ بہت کم عمر تھیں۔ وہی قصہ یہاں ہے۔"

گویا مزہ بڑھتے ہوئے۔ دیکھا نا! حضرت عائشہ کے آنے کی تعبیر اپنی بیوی کے آنے سے کر لی۔ آپ کہیں گے کہ ہم نے تو قرآن مجید میں پڑھا ہے وازواجہ امہاتہم، حضور کی ازواج مومنین کی مائیں ہیں؟ تو بھئی میں بھی آپ کی رائے سے اتفاق رکھتا ہوں۔ لیکن بیچارے حکیم الامت صاحب کو! ہاں کمسن [illegible] بیوی۔ آگے لکھنے کی جرات کہاں سے لاؤں۔ یہ بھی حکیم الامت صاحب ہی کو مبارک ہو۔ واقعی بڑے باادب واقع ہوئے ہیں۔

"ہاتھ آئے گی" سبحان اللہ! کیا شریفانہ مقولہ ہے۔ دیوبندیو! ذرا ایک بار کہنا "کمسن عورت ہاتھ آئے گی"۔ واہ! واہ! کیسی رہی۔ خواب ہے نا۔ مبارک ہو مبارک۔ ایک دفعہ نہیں! پورے سو دفعہ مبارک۔ یہ ہیں ہمارے حکیم الامت تھانوی جی! ان پر جتنا بھی فخر کریں کم ہے۔

اب ذرا حکیم الامت صاحب کے ایک مرید باصفا کا خواب بھی سن لیجئے گا۔ واللہ بڑا ہی عجیب خواب ہے۔ چنانچہ مرید باصفا اپنے پیر صاحب کو لکھتے ہیں۔

"خواب دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں۔ لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ حضور (تھانوی جی) کا نام لیتا ہوں۔ اتنے میں خیال ہوا کہ مجھ سے غلطی ہوئی دوبارہ پڑھتا ہوں۔ بے ساختہ بجائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اشرف علی نکل جاتا ہے۔ حالانکہ علم ہے کہ اس طرح درست نہیں۔ لیکن بے اختیار زبان سے یہی نکلتا ہے۔ دو تین بار جب یہی صورت ہوئی تو حضور (تھانوی جی) کو اپنے سامنے دیکھتا ہوں۔ اتنے میں میری حالت یہ ہو گئی کہ میں بوجہ رقت زمین پر گر پڑا اور نہایت زور سے چیخ ماری، اور مجھ کو معلوم ہوتا تھا کہ اندر کوئی طاقت نہ رہی۔ اتنے میں بندہ خواب سے بیدار ہو گیا (اب بیدار ہونے کے بعد کا قصہ سنئے) لیکن بدن میں بدستور بے حسی اور اثر ناطاقتی بدستور تھا۔ لیکن خواب و بیداری میں حضور ہی کا خیال تھا۔ لیکن جب حالت بیداری میں کلمہ شریف کی غلطی پر خیال آیا تو اس بات کا ارادہ ہوا کہ اس خیال کو دل سے دور کیا جاوے کہ پھر ایسی غلطی نہ ہو جائے۔ بایں خیال بندہ بیٹھ گیا۔ پھر دوسری کروٹ لیٹ کر کلمہ شریف کی غلطی کے تدارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہوں۔ لیکن پھر بھی یہ کہتا ہوں اللہم صل علی سیدنا و نبینا و مولانا اشرف علی۔ حالانکہ اب بیدار ہوں خواب نہیں۔ لیکن بے اختیار ہوں۔ مجبور ہوں۔ زبان اپنے قابو میں نہیں۔"

اب حکیم الامت صاحب کا ارشاد عالی ملاحظہ ہو۔ فرماتے ہیں۔

"اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو، وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے۔" (رسالہ الامداد، صفر ۱۳۳۶ھ)

سن لیا خواب! ہے نا مزے دار۔ مرید ہو باصفا اور پیر ہو مجدد الملت حکیم الامت۔ پھر مرید صاحب کیوں نہ پیر والی کو رسول کا رتبہ مرحمت فرما دیں۔ اور واللہ حکیم صاحب بھی بڑی رنگا رنگ طبیعت کے مالک ہیں۔ مرید باصفا سے کچھ باز پرس نہیں کرتے۔ بس جواب ہے تو صرف یہ ہے کہ "جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو، وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے۔" ہاں رہا رسول کہہ دینا یا حکیم صاحب کا نام درود شریف میں لینا، تو اس کے متعلق محترم حکیم صاحب [illegible] کو حاصل ہے۔ ہزار بار مولانا حکیم صاحب کو رسول اللہ کہہ [illegible] کوئی جرم نہیں۔ نہ جی! پھر خواب ہی تو ہے نا۔ مرید صاحب کی زبان بھی تو قابو میں نہیں تھی۔

(باقی آئندہ)

مسلم فیملی لاز آرڈیننس پر پاکستان کے ہر مکتبِ فکر علماء کا تبصرہ اور اسکی منسوخی کا مطالبہ

اس قانون کی بعض دفعات کتاب و سنت اور فقہ اسلامی کے صریح خلاف ہیں۔

"۱۲ مارچ کو مرکزی حکومت نے "مسلم فیملی لاز آرڈیننس ۱۹۶۱ء" کے نام سے جاری کردہ قانون کا حکم اور اس کے متعلق وزیر قانون جناب محمد ابراہیم صاحب کے توضیحی بیان کو ہم نے غور سے دیکھا۔ ہم اس بات پر افسوس کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ عائلی کمیشن کی رپورٹ پر اہلِ علم (یعنی علمِ دین کے جاننے والوں) کی طرف سے جو مدلل تبصرے کئے گئے تھے اور اس کی کمزوریوں کی جو صاف صاف نشان دہی خود کمیشن کے ایک عالمِ دین رکن اور دوسرے لوگوں کی طرف سے کی گئی تھی ان سب کو مرکزی حکومت نے بے تکلف نظر انداز کر دیا اور اس کمیشن کی بیشتر سفارشات کو قانون کا جامہ پہنا دیا۔ مزید افسوس اس بات کا ہے کہ وزیر قانون نے اس نئی قانون سازی کو عین قرآن قرار دینے کی کوشش کی ہے۔ ہم اس بیان کے ذریعے پورے دلائل کے ساتھ اس آرڈیننس کی کمزوریوں اور اس کے نقصانات کو واضح کر دینا چاہتے ہیں، تاکہ حکومت پھر ایک مرتبہ غور کرے اور اس غلطی کی تلافی کرے۔ اب تک موجودہ حکومت کی یہ ایک قابلِ قدر روایت رہی ہے کہ اس سے کسی فیصلہ کی غلطی اگر واضح کر دی گئی ہے تو اس نے اس فیصلے پر نظر ثانی کرنے میں تامل نہیں کیا ہے۔ ہم توقع رکھتے ہیں کہ اس آرڈیننس کے معاملے میں بھی ایسا ہی کیا جائے گا۔

ذیل میں آرڈیننس کی قابلِ اعتراض دفعات پر مفصل تبصرہ اور اپنی تعمیری تجاویز پیش کیا جاتا ہے۔

دفعہ نمبر ۴

اس دفعہ کی رو سے دادا اور نانا کے ان پوتوں اور پوتیوں اور نواسوں اور نواسیوں کو دادا اور نانا کا وارث قرار دیا گیا ہے جن کے باپ یا ماں مورث کی زندگی ہی میں وفات پا چکے ہوں۔ محترم وزیر قانون کے خیال میں یہ قرآنی قانون کی پیروی ہے، لیکن اس کے اندر قرآن کے چار صریح قاعدوں کی خلاف ورزی کی گئی ہے۔ (۱) قرآن ایک مورث کے ترکے میں صرف ان رشتہ داروں کے حصے مقرر کرتا ہے جو مورث کی وفات کے وقت زندہ موجود ہوں۔ لیکن آرڈیننس کی یہ دفعہ بعض ان رشتہ داروں کو مستحق قرار دیتی ہے جو مورث کی زندگی ہی میں وفات پا چکے ہوں۔ گویا اس دفعہ کی رو سے پہلے یہ فرض کیا جائے گا کہ وہ وفات یافتہ رشتہ دار مورث کی وفات کے وقت زندہ ہیں اور اس مفروضے کی بنیاد پر زندہ رشتہ داروں کے ساتھ ان کا حصہ نکالا جائے گا۔ پھر ان کا حصہ نکالنے کے بعد انہیں مردہ تسلیم کر لیا جائیگا اور آگے ان کے وارثوں میں وہ حصہ تقسیم کیا جائیگا۔ سوال یہ ہے کہ قرآن کی کس آیت سے یہ دو طرفی مفروضات اور قانونی حیلے اخذ کئے گئے ہیں؟

(۲) قرآن کریم میں جن رشتہ داروں کے حصے مقرر کئے گئے ہیں ان میں بیٹوں اور بیٹیوں کے علاوہ ماں، باپ، بیوی، شوہر اور مورث کے کلالہ ہونے کی صورت میں بھائی اور بہن بھی شامل ہیں۔ لیکن آرڈیننس کی یہ دفعہ ان میں سے صرف بیٹوں اور بیٹیوں کو اس امتیاز کے لئے منتخب کرتی ہے کہ مورث کی زندگی میں مر جانے کے باوجود وہ حصہ وصول کرنے کے لئے مورث کی موت کے وقت زندہ فرض کئے جائیں اور پھر آگے حصہ تقسیم کرنے کے لئے مردہ تسلیم کئے جائیں۔ یہ امتیاز قرآن کی کس نص کے کس اقتضا یا دلالت یا اشارے سے ماخوذ ہے؟

(۳) قرآن کی رو سے ایک مورث کے ترکے میں اس کے تمام بیٹوں اور بیٹیوں کا حق ہے، قطع نظر اس کے کہ وہ صاحبِ اولاد ہوں یا نہ ہوں، شادی شدہ ہوں یا نہ ہوں، واقع ہوں یا نہ ہوں۔ لیکن اس آرڈیننس میں مزید امتیاز یہ برتا گیا ہے کہ جو بیٹے اور بیٹیاں مورث کی زندگی میں لاولد مر گئے ہوں ان کو تو حصہ وصول کرنے کے لئے زندہ فرض نہیں کیا جائیگا، البتہ جو اولاد چھوڑ گئے ہوں ان کو حصہ وصول کیا جائیگا۔ اس امتیاز کے لئے قرآن میں کیا دلیل ہے؟

(۴) یہ آرڈیننس مزید امتیاز یہ برتتا ہے کہ فوت شدہ صاحبِ اولاد بیٹوں اور بیٹیوں کی بھی صرف اولاد کو حصہ پہنچاتا ہے، حالانکہ قرآن کی رو سے اگر مورث کے مال میں ان کا کوئی حق ہے تو پھر ان کی ماں یا ان کے باپ اور ان کی بیوی یا ان کے شوہر کو بھی پہنچنا چاہئے۔ مثلاً ایک متوفیہ بیٹی کا حصہ نکالا جائے تو اس کا شوہر بھی حقدار ہے اگر وہ زندہ ہو، اور اس کی ماں بھی حقدار ہے اگر وہ متوفی باپ سے حصہ پا رہی ہو، اور اس کا باپ بھی حقدار ہے اگر وہ متوفیہ سے حصہ پا رہا ہو۔ آخر صرف نواسوں اور نواسیوں کو حصہ دلوانا اور دوسرے وارثوں کو چھوڑ دینا کس حکم پر مبنی ہے؟

اس صورت کے جواب میں زیادہ سے زیادہ جو بات کہی جا سکتی ہے وہ یہ ہے کہ یہ سارے مفروضات اور قاعدے صرف قرآن کے اس منشا کو پورا کرنے کے لئے وضع کئے گئے ہیں کہ یتامیٰ کی مدد کی جائے، اگرچہ بجائے خود یہ قاعدے اور مفروضے قرآن سے ماخوذ نہیں ہیں۔ لیکن یہ عذر دو وجوہ سے بالکل غلط ہے۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ قرآن کا قانونِ میراث سرے سے اس اصول پر مبنی ہی نہیں ہے کہ کسی یتیم یا مسکین کی اس کے ذریعہ مدد کی جائے، ورنہ کوئی وجہ نہیں تھی کہ قرآن ایک مالدار رشتہ دار کو وراثت کا حق پہنچاتا محض اس بنا پر کہ وہ قاعدے کے مطابق حقدار رشتوں کے دائرے میں آتا ہے، اور ایک انتہائی مفلس اور قریبی یتیم رشتہ دار کو محروم رکھتا محض اس بنا پر کہ وہ قاعدے کے مطابق حقدار رشتوں کے دائرے میں شامل نہیں ہے۔ ایک یتیم مفلس بھائی کو محروم کرنا اور ایک دولت مند بیٹے کو دولت مند باپ کی جائداد کا وارث بنانا اصلاً غلط ہو جاتا اگر قانونِ میراث بنانے سے قرآن کا منشا یہ ہوتا کہ حاجت مندوں کی مدد کی جائے۔ دوسری وجہ جس کی بنا پر یہ عذر قطعاً غلط ہوتا ہے یہ ہے کہ اگر فی الواقع قرآن کا ایسا کوئی منشا ہوتا کہ یتیم پوتوں اور نواسوں کی مدد دادا اور نانا کی میراث میں ان کو حصہ دلا کر کی جانی چاہئے تو آخر کیا امر اس میں مانع تھا کہ قرآن اپنے اس منشا کو ایک صاف حکم کے ذریعہ سے کھول دیتا۔ اور اگر قرآن نے نہ کھولا تھا تو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے تو مخفی نہیں رہنا چاہیے تھا، انہوں نے ایسا حکم کیوں نہیں دیا؟ اگر حضور نے اس کو نہیں کھولا تھا تو آخر کیا معقول وجہ ہے کہ قرآن کا یہ منشا تمام خلفائے راشدین، تمام صحابہ، تمام آئمہ اہل بیت، تمام مجتہدین سے اور پچھلی تیرہ صدیوں میں اسلام کے سارے فقہا سے مخفی رہ گیا اور اس کو پایا تو اس زمانہ میں چند ان لوگوں نے جنہوں نے نہ کسی علم کی بھی تعلیم و تربیت پائی، نہ قرآن و سنت کے علم کی میسر تربیت نہیں پائی۔

باپ کی زندگی میں فوت ہو جانے والے بیٹوں اور بیٹیوں کی اولاد کو جو مشکلات پیش آتی ہیں ان کو رفع کرنے کا صحیح طریقہ ہماری طرف سے پیش کیا جا چکا ہے مگر افسوس ہے کہ اس کی طرف توجہ نہیں دی جاتی۔ البتہ اس معاملے میں شریعت کے خلاف طریقوں کو ضرور اختیار سمجھا جاتا ہے اور انہیں رواج دینے کی کوشش کی جاتی ہے۔

دفعہ نمبر ۵

اس دفعہ کی رو سے یہ ضروری کیا گیا ہے کہ تمام نکاح جو کسی علاقے میں ہوں وہ اس علاقے کی یونین کونسل کے مقرر کردہ نکاح رجسٹرار کے پاس درج کئے جائیں، اور اگر نکاح رجسٹرار کے سوا کسی اور نے نکاح پڑھایا ہو تو اس کی اطلاع نکاح رجسٹرار کو کی جائے۔ اس حکم کی خلاف ورزی کرنے والوں کو تین مہینے قید یا ایک ہزار روپیہ جرمانہ تک کی سزا یا دونوں سزائیں دی جا سکیں گی۔ جہاں تک نکاح کی رجسٹری کا تعلق ہے ہم کو اس کی ضرورت اور اس کے فائدے سے انکار نہیں، بلکہ ہم رجسٹری کے لئے ملک میں تحریک ... سب سے ...

ہو دو ہوں اور لڑکی کے علم میں اس کے فائدے لائے جائیں تو امید ہے کہ لوگ خود اپنے مفاد کی حفاظت کے لئے رجسٹریشن کی ان سہولتوں سے فائدہ اٹھائیں گے۔ لیکن اس کو قانوناً لازم کرنا اور اس کی خلاف ورزی کو ایک جرم مستلزم سزا قرار دینا ہمارے نزدیک غلط ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ شریعت اسلامیہ میں نکاح خواں کا سرے سے کوئی منصب ہی نہیں ہے۔ ایک نکاح شرعاً بالکل صحیح طور پر منعقد ہو جاتا ہے اگر عورت اور مرد دو گواہوں کے سامنے ایجاب و قبول کر لیں۔ نکاح کا خطبہ پڑھا جانا کوئی ضروری امر نہیں ہے۔ کسی قاضی یا عالم کا موجود ہونا اور اس کا خطبہ پڑھنے کے بعد ایجاب و قبول کرانا زیادہ سے زیادہ مستحبات میں سے ہے۔ نکاح اس کے بغیر منعقد ہو جاتا ہے۔ لیکن رجسٹریشن کا حکم نکاح خواں کا ایک باقاعدہ منصب قائم کرتا ہے۔

دوسری بات وضاحت طلب یہ ہے کہ جس نکاح کی رجسٹری نہ ہوئی ہو اور شریعت کے مطابق دو گواہوں کی موجودگی میں قائم ہو جائے آیا اس کو آپ کی عدالت تسلیم کرے گی یا نہیں؟ اس نکاح کی بنا پر عورت اور مرد کو ایک دوسرے کا جائز وارث تسلیم کیا جائے گا یا نہیں؟ ان سے پیدا شدہ اولاد کو جائز اولاد مانا جائے گا یا نہیں؟ وہ اولاد اپنے باپ سے میراث پائے گی یا نہیں؟ اگر ان سوالات کا جواب نفی میں ہے تو یہ شریعت اسلامیہ سے کھلا تصادم ہے کیونکہ شریعت کی رو سے ایک نکاح جائز ہوگا اور آپ کے قانون کی رو سے ناجائز ہوگا۔ شریعت کی رو سے کچھ حقوق ثابت ہوں گے اور آپ کے قانون کی رو سے وہ باطل ہو جائیں گے۔ اور اگر ان سوالات کا جواب اثبات میں ہے تو پھر آپ کا اس سے قانوناً رجسٹریشن کو لازم کرنا اور رجسٹری نہ کرانے والوں کو سزائیں دینا محض ایک بے معنی بات ہو جاتا ہے۔

تیسری بات قابل غور یہ ہے کہ آیا واقعی یہ رجسٹریشن جائز نکاحوں کے ثبوت کا کوئی یقینی ذریعہ ہے؟ ابھی تک مسلمانوں میں جو نکاح رجسٹری کے بغیر ہوتے ہیں ان پر اس طریقہ کو کوئی واضح فوقیت حاصل ہے؟ ہمارے خیال میں تو رجسٹریشن کو اس قدر اہمیت دینا صحیح نہیں ہے۔ ملک کی موجودہ بگڑی ہوئی حالت میں اس بات کا بہت کافی امکان ہے کہ ایک آدمی رشوت اور سازش کے ذریعہ سے کسی شریف عورت کے ساتھ اپنے نکاح کا بالکل فرضی اندراج کرا دے اور اس پر اپنے ساتھی غنڈوں کی گواہیاں ثبت کرا دے۔ اس طرح کے اندراجات سے وہ ساری خرابیاں پیدا ہو سکتی ہیں جو مروج طریق نکاح کی صورت میں فرض کی جا سکتی ہیں۔

اس وجہ سے ہم پھر بھی اس رائے پر اصرار کریں گے کہ رجسٹریشن کی سہولتوں کو صرف مہیا کر دینے پر اکتفا کیا جائے اور بتدریج لوگوں کو اس بات کا عادی کیا جائے کہ وہ رضاکارانہ طریقے پر اس سے فائدہ اٹھائیں۔ معاشرے کے ہر مسئلے کو جبر و تشدد کے ذریعہ سے حل کرنے کی کوشش نہ صحیح ہے اور نہ اس کے اچھے نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔

دفعہ نمبر ۶

یہ دفعہ تعدد ازدواج پر پابندیاں عائد کرنے کے لئے وضع کی گئی ہے قبل اس کے کہ ہم اس دفعہ کا تجزیہ کر کے اس پر بحث کریں ہم یہ واضح کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ تعدد ازدواج کو اصلاً ایک برائی سمجھنا اور صرف ناگزیر ضرورت کی حالت میں اس کو جائز قرار دینا ایک غیر اسلامی تخیل ہے۔ اسلام اس تخیل سے قطعاً ناآشنا ہے۔ یہ مغرب سے درآمد ہوا ہے اور اس کے جواز کو اگر بضرورت کے ساتھ مقید کرنے کی کوشش مغرب کے سامنے ایک معذرت کے سوا اور کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ قرآن جن انبیاء کو خدا کے برگزیدہ امام اور پیشوا اور مقتدا قرار دیتا ہے ان میں سے بیشتر تعدد ازدواج پر عامل تھے۔ خود سرور انبیاء سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی متعدد بیویاں تھیں۔ کوئی منکر حدیث بھی اس امر واقعہ سے انکار نہیں کر سکتا کیونکہ قرآن میں خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کا ذکر ہے (وازواجہ امہاتہم ۳۳:۶، یا ایہا النبی قل لازواجک وبناتک ونساء المومنین ۳۳:۵۹) پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چاروں خلفاء راشدین، اکثر اکابر اہل بیت اور اسلامی تاریخ کے بیشتر اکابر جن پر مسلمانوں کو فخر ہے بیک وقت متعدد بیویاں رکھنے والے تھے۔ ان میں سے کس کس کے متعلق کوئی یہ ثابت کر سکے گا کہ ان کو ایک سے زائد بیویاں رکھنے کی سخت ضرورت تھی؟ اس چیز کو ایک امر واقعی تسلیم کر لینے کے بعد تو لازماً ایک ذہن کے قائل ان بزرگوں سب کی نامعتبر داشت ہی ور آشنا کی رکھنے کے باوجود صالح قرار پاتے ہیں۔ اس لئے

کس کس میں سے کسی نے کسی ضرورت کی بنا پر بھی ایک سے زائد قانونی بیویاں نہیں رکھیں وہ مسلمانوں کے بیشتر اکابر کو کم از کم نیم صالح تو قرار پاتے ہی ہیں کیونکہ وہ ضرورۃً اس برائی کا عمل کرتے رہے۔

عجیب بات، بات قابل غور ہے کہ تعدد ازدواج کے معاملے میں تو ہمارے وزیر قانون صاحب اور ہمارے دوسرے لیڈروں اور حکمرانوں کو قرآن کا کوئی مخفی منشا تلاش کر کے اس پر پابندیاں عائد کرنے کی اس قدر سخت ضرورت محسوس ہوئی۔ لیکن قرآن نے جن برائیوں کو صریح الفاظ میں منع کیا ہے اور ان میں سے کسی کو قانون کے ذریعہ سے روکنے کی انہوں نے کوئی ضرورت محسوس نہیں کی۔ اگر ایک شخص ایک بیوی کے موجود ہوتے ہوئے طوائفوں کے ہاں جاتا ہے یا کوئی داشتہ رکھے یا آزادانہ شہوت رانی کرتا پھرے تو فرمائیے کہ آپ کے قانون میں اس کے لئے کیا رکاوٹ ہے؟ کیا سزا اس کے لئے تجویز کی گئی ہے؟ اگر بیگمات نے اس کے خلاف کبھی احتجاج کیا اور اس کو ذریعہ قانون روکنے کا کبھی مطالبہ کیا؟ کب آپ نے کوئی کمیشن بٹھایا کہ اس کے سد باب کے لئے بھی کوئی تدبیر تجویز کی جائے؟ اس صریح برائی کو تو آپ رواداری کا مستحق سمجھتے ہیں حالانکہ قرآن اسے انتہائی سخت جرم قرار دیتا ہے اور اس کے لئے سخت سزا تجویز کرتا ہے مگر تعدد ازدواج پر آپ پابندیاں عائد کرنے کی فکر کرتے ہیں۔ اور دعویٰ یہ کرتے ہیں کہ ہم قرآن کے منشا کو پورا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ طرز عمل کسی صحیح ذہنیت کی غمازی نہیں کرتا۔ کیوں صاف صاف یہ اعتراف نہیں کیا جاتا کہ قرآن کا منشا پورا کرنا پیش نظر نہیں ہے بلکہ اہل مغرب کے سامنے معذرت پیش کرنا مقصود ہے جو مسلمانوں سے ساتھ پیش آنے ہی سب سے پہلے تعدد ازدواج پر برسنا شروع کر دیتے ہیں اور اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ غیر قانونی تعدد ازدواج ان کے ہاں جس بڑے پیمانے پر رائج ہے اتنا شاید ہی دنیا کی کسی سوسائٹی میں آج تک رائج ہوا ہو۔ حتی کہ ان کے بعض ملکوں میں آج خود یو۔ این۔ او کی ایک رپورٹ کے مطابق ناجائز ولادتوں کا اوسط ساٹھ (۶۰) فیصدی تک پہنچ چکا ہے۔

اب ہم اس دفعہ کے مشتملات پر ایک نگاہ ڈالتے ہیں۔ ایک شخص کو جو ایک بیوی یا متعدد بیویوں کی موجودگی میں مزید نکاح کرنا چاہتا ہو اس بات کا پابند کیا گیا ہے کہ

اولاً وہ اپنی موجودہ بیوی یا بیویوں کی رضامندی حاصل کرے۔

ثانیاً اپنے علاقہ کی یونین کونسل کے چیئرمین سے اجازت حاصل کرنے کی درخواست دے

ثالثاً ایک پنچایت کو جو اس شخص کے نمائندے اور اس کی بیوی یا بیویوں کے نمائندے اور یونین کونسل کے چیئرمین پر مشتمل ہوگی اس بات پر مطمئن کرے کہ اس کا مزید ایک بیوی کرنا ضروری اور حق بجانب ہے۔ ان شرائط کی تکمیل کے بعد پنچایت سے اجازت نامہ حاصل کرنے پر وہ نکاح کرنے کا مجاز ہوگا۔ لیکن پنچایت کے اس فیصلے کے خلاف مغربی پاکستان میں کلکٹر کے پاس اور مشرقی پاکستان میں سب ڈویژنل آفیسر کے پاس اپیل کی جا سکے گی اور اس کا فیصلہ آخری فیصلہ ہوگا جس کے خلاف کہیں کوئی اپیل نہ ہو سکے گی۔ قطع نظر اس کے کہ وہ نکاح کی اجازت دینے کے حق میں ہو یا اجازت منسوخ کرنے کے حق میں۔ مزید برآں اس دفعہ میں یہ بھی طے کیا گیا ہے کہ جو شخص مذکورہ بالا قاعدہ کے خلاف نکاح کرے (۱) اس کی بیوی یا بیویوں کو فوراً پورا مہر دلوایا جائے گا خواہ وہ مہر معجل ہو یا مؤجل اور (۲) اس کو ایک سال قید یا پانچ ہزار روپیہ جرمانے تک کی سزا دی جائے گی یا دونوں سزائیں دی جائیں گی۔ (۳) اس کا نکاح علاقے کے رجسٹرار کے پاس رجسٹر نہیں کیا جائے گا جس کے معنی غالباً یہ ہیں کہ وہ سرے سے قانوناً تسلیم ہی نہیں ہوگا۔ (۴) اس کی بیوی یا بیویوں کو یہ حق حاصل ہوگا کہ اس شکایت کی بنیاد پر عدالت میں خلع کا مطالبہ کرے یا کریں۔

وزیر قانون صاحب ہم کو یہ یقین دلانے کی کوشش فرماتے ہیں کہ یہ سب کچھ انہوں نے قرآن کے منشا کو پورا کرنے کے لئے کیا ہے۔ لیکن قرآن کے جس منشا کی وہ نشان دہی فرماتے ہیں، وہ خود ان کے الفاظ میں اس سے زیادہ کچھ نہیں ہے کہ ایک سے زائد بیویوں کے ساتھ نکاح اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ شوہر سب بیویوں کے درمیان عدل کرے۔ وزیر قانون صاحب کا ارشاد ہے کہ وہ تعدد ازدواج پر پابندیاں اس لئے عائد کر رہے ہیں کہ لوگ اس اجازت سے غلط فائدہ اٹھا کر ایک سے زائد بیویاں

کر دیتے ہیں اور عدل کی شرط پوری نہیں کرتے اس سلسلہ میں ہم یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ عدل کا سوال آیا نکاح سے پہلے پیدا ہوتا ہے یا نکاح کے بعد؟ ظاہر بات ہے کہ یہ سوال ایک مستانہ نکاح کر لینے کے بعد پیدا ہوتا ہے کہ کیا شوہر نے عدل کیا ہے یا نہیں۔ وہ شکایت قرآن کی رو سے جائز طور پر صرف اسی وقت پیدا ہوتی ہے جب کہ شوہر نے عدل نہ کیا ہو اور اسی وقت ایک بیوی کو جس کے ساتھ عدل نہ ہوا ہو یہ مطالبہ کرنے کا حق حاصل ہوتا ہے کہ یا تو اس کے ساتھ عدل کیا جائے یا شوہر صرف ایک بیوی رکھے۔ قرآن کا کام ہے کہ اس کے اس منشا کو پورا کرنے کی یہ شکل قرآن کے کس لفظ یا اشارے یا کنائے سے اخذ کی گئی ہے کہ نکاح سے پہلے شوہر اپنی موجودہ بیوی یا بیویوں کی رضامندی حاصل کرے اور ایک پنچایت کو اپنی ضرورت کا اطمینان دلائے؟ پھر قرآن کے کس لفظ یا اشارے سے یہ حکم اخذ کیا گیا ہے کہ جو نکاح موجودہ بیوی یا بیویوں سے اجازت لئے بغیر اور ایک پنچایت سے سرٹیفکیٹ حاصل کئے بغیر کیا گیا ہو وہ قانوناً تسلیم ہی نہ کیا جائے اور اس شخص کو جیل بھی بھیجا جائے، اور قبل اس کے کہ اس کی بیوی یا بیویوں کو عدل نہ کئے جانے کی شکایت پیدا ہو، جو نکاح کر لیا ہی وہ جائز وجہ شکایت ہو جس کی بنا پر وہ فسخ کا مطالبہ کر سکتی ہے یا کر سکتی ہیں؟ براہ کرم ہمیں یہ بتایا جائے کہ یہ سب کچھ قرآن کے کس مقام سے اخذ کیا گیا ہے؟ اور اگر قرآن میں یہ نہیں ہے تو کیا کہیں کوئی شہادت اس امر کی موجود ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بیوی کے بعد جتنی شادیاں کیں ان سے پہلے حضور نے صحابہ کرام کو جمع کر کے انہیں اس بات پر مطمئن کیا ہو کہ مجھے مزید بیویوں کی ضرورت ہے؟ یا صحابہ کرام میں سے کسی کو دوسری شادی کرنے سے پہلے اس بات پر مجبور کیا گیا ہو کہ وہ کسی پنچایت کے سامنے اپنی ضرورت ثابت کرے؟ یا تاریخ اسلام میں کبھی کسی بیوی کو صرف اس بنا پر خلع کے مطالبہ کا حق دیا گیا ہو کہ اس کے شوہر نے دوسری شادی کر لی ہے! یا کسی شخص کو اس جرم میں سزا دی گئی ہو کہ اس نے پچھلی بیویوں سے اجازت لئے بغیر پنچایت سے سرٹیفکیٹ لئے بغیر مزید ایک نکاح کر ڈالا ہے؟

اگر پیش نظر قرآن کا نام لے کر مغربی تخیلات کو اسلامی قانون میں داخل کرنا ہو تب تو بات دوسری ہے اور اگر قرآن کے منشاء کو پورا کرنا واقعی پیش نظر ہو تو یہ پوری دفعہ منسوخ کر دینے کے قابل ہے، کیونکہ قرآن اور سنت اور فقہ اسلامی اس کے بنیادی تخیلات اور اس کے اصول و قواعد سے بالکل ناآشنا ہیں۔ اس کے بجائے صرف ایک چیز اس دفعہ میں ہونی چاہئے اور وہ یہ ہے کہ جو شخص ایک سے زائد بیویاں رکھنے کی صورت میں ان کے درمیان عدل نہ کرے اس کے خلاف اس بیوی کو عدالت میں شکایت لے جانے کا حق ہوگا جس کے ساتھ عدل نہ کیا جا رہا ہو اور عدالت شوہر کو اس کے ساتھ انصاف کرنے پر مجبور کرے گی۔

دفعہ نمبر ۷ اس دفعہ میں طلاق کے جو احکام وضع کئے گئے ہیں وہ قطعاً پورے کے پورے قرآن کے احکام کے خلاف ہیں اور ان احکام کو نافذ کرنے کے نتائج مسلم معاشرے کے حق میں اس قدر فتنہ انگیز ہوں گے کہ شاید ابھی ان کا پورا تصور نہیں کیا جا سکتا۔

اس کی پہلی شق میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ جو شخص اپنی بیوی کو کسی صورت میں طلاق دے (خواہ کسی صورت سے "مراد یہ ہے کہ خواہ وہ طلاق رجعی ہو یا بائن یا مغلظہ) وہ یونین کونسل کے چیئرمین کو اپنے اس فعل کی اطلاع دے گا۔ دوسری شق میں یہ کہا گیا ہے کہ جو شخص اطلاع نہ دے اس کو ایک سال قید یا پانچ ہزار روپیہ جرمانہ تک کی سزا یا دونوں سزائیں دی جائیں گی۔ تیسری اور پانچویں شق میں یہ طے کیا گیا ہے کہ (۱) طلاق کی عدت طلاق دینے کے وقت سے نہیں شروع ہوگی بلکہ یونین کونسل کے چیئرمین کو نوٹس ملنے کے بعد سے شروع ہوگی، (۲) اور یہ عدت عورت کے غیر حاملہ ہونے کی صورت میں نوے دن کی ہوگی اور حاملہ ہونے کی صورت میں وضع حمل تک یا ۹۰ دن تک (ان میں سے جو مدت بھی طویل تر ہو) ختم ہوگی۔ یعنی اس مدت کے اندر رجوع کا حق ہوگا۔ (۳) یونین کونسل کا چیئرمین نوٹس ملنے کے بعد تیس دن کے اندر ایک پنچایت مقرر کرے گا جو زوجین کے درمیان مصالحت کرانے کی کوشش کرے گی اور اس کے ناکام ہونے کی صورت میں طلاق نافذ ہوگی۔

یہ تمام شقیں قرآن کے صریح احکام سے ٹکراتی ہیں اور وزیر قانون صاحب اپنے بیان میں فرماتے ہیں کہ اسلامی قانون طلاق کے اصولوں میں سے ایک یہ ہے کہ جب کبھی میاں اور بیوی میں اختلافات پیدا ہوں تو فریقین کے بزرگ، علماء اور مصلحین لوگ ان کے مابین صلح کرانے کی کوشش کریں تاکہ فوری تفریق نہ ہونے پائے۔ لیکن دراصل انہوں نے قرآن کے دو احکام کو بالکل غلط طریقے سے ایک دوسرے کے ساتھ غلط ملط کر دیا ہے، اور قرآن کے دیئے ہوئے حق طلاق کو ایک پنچایت کے ساتھ معلق کر کے رکھ دیا ہے۔ قرآن مجید میں طلاق کے احکام الگ بیان کئے گئے ہیں اور میاں بیوی کے اختلافات کو رفع کرنے کی صورت الگ بیان کی گئی ہے۔ سورہ بقرہ کی آیت ۲۲۷ سے لے کر ۲۳۲ تک اور سورہ احزاب کی آیت ۴۹ میں اور سورہ طلاق کی ابتدائی سات آیتوں میں طلاق کے احکام بیان ہوئے ہیں۔ کوئی قانونی فہم رکھنے والا شخص ان احکام کو پڑھ کر قطعاً یہ محسوس نہیں کر سکتا کہ یہاں شوہر کے حق طلاق کو کسی پنچایت یا عدالت کے سامنے پیش کرنے اور اس کا فیصلہ حاصل کرنے سے معلق کیا گیا ہے۔ ان تمام احکام سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ شوہر جب چاہے طلاق دینے کا مختار ہے۔ ایک آیت کے اندر صاف الفاظ میں "بیدہ عقدۃ النکاح" (۲: ۲۳۷) کا مقرر ارشاد فرمایا گیا ہے، جس کے معنی یہ ہیں کہ عقد نکاح کو برقرار رکھنا یا توڑ دینا شوہر کے اختیار میں ہے اور اپنے اس اختیار کو استعمال کرنے کے لیے وہ قطعاً کسی دوسرے کی طرف رجوع کرنے کا پابند نہیں ہے۔ دوسری طرف سورہ نساء کی آیت ۳۴ و ۳۵ میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ مرد عورتوں پر قوام ہیں۔ نیک بیویاں شوہروں کی اطاعت گزار ہوتی ہیں۔ اگر بیوی نشوز کا رویہ اختیار کرے تو شوہر کو اسے ٹھیک بنانے کے لئے مختلف تدابیر اختیار کرنے کا حق ہے۔ اور اگر میاں بیوی کے درمیان کوئی جھگڑا ہو تو ایک حکم شوہر کے خاندان سے اور ایک حکم بیوی کے خاندان سے مقرر کیا جائے تاکہ وہ دونوں مل کر ان کے جھگڑے کو رفع کرانے کی کوشش کریں۔ اس آیت میں سرے سے طلاق کا کوئی ذکر ہی نہیں ہے، اور کہیں یہ نہیں کہا گیا ہے کہ اس سعی مصالحت کے بغیر شوہر طلاق کا اختیار استعمال کرنے کا حق نہیں رکھتا۔ ان دو الگ قوانین کو ایک دوسرے کے ساتھ گڈمڈ کر کے ایک قانون کا منشا دوسرے قانون کے ذریعہ سے فوت کرنے کی کوشش کرنا کسی طرح صحیح نہیں ہے۔

دراصل اس دفعہ کا پورا تخیل مغرب کے انتہائی ناقص قوانین نکاح و طلاق سے اخذ کیا گیا ہے اور نام یہ لیا جا رہا ہے کہ یہ قرآنی قانون طلاق کے اصولوں پر مبنی ہے۔ مغرب ایک مدت دراز تک طلاق کو ایک برائی اور ایک ناجائز کارروائی سمجھتا رہا اور اسلام پر اعتراض کرتا رہا کہ اس میں یہ چیز جائز ہے۔ پھر اپنے اس غلط تخیل کے بدترین نتائج دیکھ لینے کے بعد جب اس نے طلاق کے جواز کی ضرورت محسوس کی تو اپنے سابق طرز فکر کو برقرار رکھتے ہوئے اس نے طلاق کی ضرورت پوری کرنے کے لیے یہ شکل اختیار کی کہ عورت اور مرد دونوں کو نباہ نہ ہو سکنے کی صورت میں عدالتی تصفیہ کا پابند کر دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خاندانوں کے گندے کپڑے کھلی عدالتوں میں دھوئے جانے لگے۔ طلاق چاہنے والے یہ مجبور تھے کہ ایک عدالت کو اس بات پر مطمئن کریں کہ ان کے لئے جدائی ناگزیر ہو چکی ہے۔ اسی لئے انہوں نے ایک دوسرے کے خلاف جھوٹے الزامات اور بدکاری تک کے اتہامات لگانے شروع کئے کیونکہ محض ایسی طلاق لازماً دی نہیں جا سکتی جو کسی عدالت کو مطمئن نہ کر دے۔ اس طرح ان غلط آئین طلاق کی بدولت مغربی معاشرہ طلاق کے انتہائی فتنہ انگیز نتائج سے لبریز ہو گیا۔ اب ہمارے نئے قانون سازان اہل مغرب کی اندھی تقلید میں ہمارے معاشرے کو اسی فتنہ سے دوچار کرنے کے درپے ہیں۔

آرڈیننس کی اس دفعہ کی مذکورہ بالا شقوں میں حسب ذیل امور صریح طور پر قرآن کے خلاف ہیں: (۱) اس میں عورت کی عدت یونین کونسل کے چیئرمین کو نوٹس ملنے کے بعد سے شروع ہوتی ہے، خواہ طلاق دینے کے مہینے دو مہینے بعد ہی نوٹس دیا گیا ہو۔ حالانکہ قرآن کی رو سے طلاق زبان سے نکالتے ہی عدت شروع ہو جاتی ہے۔

(۲) اس میں عدت کی مدت غیر حاملہ عورت کے لئے نوے دن قرار دی گئی ہے۔ حالانکہ قرآن کی رو سے تین حیض اس کی عدت ہے (۳) اس میں حاملہ عورت کے لئے عدت کی مدت وضع حمل یا نوے دن ان میں سے جو مدت بھی طویل تر ہو قرار دی گئی ہے۔ حالانکہ قرآن کی رو سے حاملہ کی عدت وضع حمل پر ختم ہو جاتی ہے۔ اور غیر حائضہ عورت کی مدت عدت بھی نوے دن نہیں بلکہ تین مہینے رکھی گئی ہے۔

(۴) اس میں طلاق کے نفاذ کو یونین کونسل کے چیئرمین تک اطلاع پہنچنے اور اس کی سعی مصالحت کرنے پر موقوف کر دیا گیا ہے حالانکہ یہ قرآن کے بالکل خلاف ہے۔ جیسا کہ ہم اوپر واضح کر چکے ہیں۔ (۵) اس میں شوہر کے خاندان اور بیوی کے خاندان کے ایک ایک حکم کے ساتھ یونین کونسل کے چیئرمین کو سرپنچ بنا دیا گیا ہے۔ حالانکہ قرآن صرف دونوں خاندانوں کے ایک ایک حکم کے سامنے اختلافات پیش کرنے کا حکم دیتا ہے۔ یونین کونسل کا چیئرمین لازماً اپنے علاقے کے تمام خاندانوں کا کوئی معتمد علیہ سرپرست نہیں ہو سکتا۔ بلکہ آپ کے کسی قانون کی رو سے اس کا مسلمان ہونا تک ضروری نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے کہ دونوں خاندان یا ان میں سے کوئی ایک اس غیر ... آدمی کے سامنے اپنے گھر کے جھگڑے رکھنے پسند نہ کریں۔ کسی بیرونی شخص کے سامنے میاں اور بیوی کے بعض ایسے معاملات بھی آ سکتے ہیں کہ اگر ان کا لانا قانوناً لازم کر دیا جائے تو خواہ یہی خواتین ہوں جو آج اس طرح کے قانون کا بڑے جوش و خروش سے خیر مقدم کر رہی ہیں اس وقت چیخ اٹھیں گی جب یہ جھگڑے پنچایتوں میں آنے شروع ہوں گے۔ اور بعید نہیں کہ جب طلاق کا نفاذ ایک پنچایت کے اطمینان پر موقوف ہو جائے تو ہمارے ہاں بھی شوہر اپنی بیویوں پر جھوٹے الزامات لگانا شروع کر دیں تاکہ پنچایت کو طلاق کے ناگزیر ہونے کا قائل کر سکیں۔

(۶) اس دفعہ کی شق نمبر ۶ ایک اور عقدہ لاینحل صورت پیدا کرتی ہے۔ اس میں یہ طے کیا گیا ہے کہ جو نکاح کسی مؤثر طلاق کے ذریعہ سے ختم ہو چکا ہو اس کے فریقین دوبارہ نکاح کر سکیں گے بغیر اس کے کہ عورت کسی دوسرے شخص سے نکاح کرے ... اور عملاً ان کی تاثیر ایک ہی طلاق کی ہو گی۔ یہ چیز بعض فقہی مذاہب کے نزدیک درست ہے لیکن حنفی مذہب کے خلاف ہے۔ حنفی مذہب میں اگر تین طلاق یک وقت دے دی گئی ہوں تو اس سے طلاق مغلظہ واقع ہو جاتی ہے اور مطلقہ عورت سے اس کا سابق شوہر نہ تو عدت کے اندر رجوع کر سکتا ہے اور نہ عدت گزر جانے کے بعد اس کے ساتھ پھر نکاح کر سکتا ہے جب تک کہ اس کی تحلیل نہ ہو جائے۔ اس ملک کے باشندوں کی عظیم اکثریت حنفی ہے۔ ان حنفی باشندوں کو جو اعتماد امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور مذہب حنفی کے ائمہ و فقہاء کے علم و تقویٰ پر ہے وہ اعتماد آج کل کے قانون سازوں پر نہیں ہے اور نہیں ہو سکتا۔ اس قانون سازی کا لازمی نتیجہ یہ ہو گا کہ ان کے عقیدے اور قانون رائج الوقت کے درمیان اختلافات واقع ہو جائیں گے اور اس سے ان کی معاشرتی زندگی میں پیچیدگیاں پیدا ہوں گی۔ مثال کے طور پر ایک شوہر اگر اپنی بیوی کو یک وقت تین طلاق دینے کے بعد اس سے رجوع کرے تو اس کی حنفی بیوی اور اس کا خاندان اس رجوع کو جائز تسلیم نہیں کریں گے۔ بیوی نہ شوہر سے آزاد ہو کر دوسرا نکاح کر سکے گی کیونکہ قانوناً اس کا نکاح باقی ہو گا اور نہ اپنے آپ کو اس شوہر کے حوالے کر سکے گی کیونکہ اس کے عقیدے کی رو سے یہ زنا کا ارتکاب ہو گا۔ کیا اس پیچیدگی کو آپ کا کوئی قانون رفع کر سکتا ہے؟ کیا آپ کے قوانین یہ طاقت رکھتے ہیں کہ لوگوں کے عقائد تبدیل کر سکیں؟

دفعہ نمبر ۱۲ اس دفعہ میں لڑکیوں کے لئے عمر نکاح کی مدت ۱۴ سال سے بڑھا کر ۱۶ سال کر دی گئی ہے یعنی ۱۶ برس سے کم عمر کی لڑکی کا نکاح ... قانوناً نہ ہو سکے گا۔ عمر نکاح مقرر ہونے کا قانون پہلی مرتبہ انگریزی دور میں بنایا گیا تھا۔ اس وقت بھی علماء نے اس پر احتجاج کیا تھا اور اب اس موقع پر ہم پھر اس پر اعتراض کرنے کے لئے مجبور ہیں کیونکہ یہ قرآن مجید کے صریح حکم کے خلاف اور ان انسانی مصالح سے متصادم ہے جنہیں اسلامی شریعت نے اہمیت دی ہے۔ قرآن مجید نے بالفاظ صریح ایسی لڑکی کے ساتھ نکاح کو جائز قرار دیا ہے جس کو ابھی حیض نہ آیا ہو۔ سورۂ طلاق کی آیت نمبر ۴ میں بتایا گیا ہے کہ جن عورتوں کو حیض نہ آتا ہو یا جن عورتوں کو ابھی حیض آنا شروع نہ ہوا ہو ان کے معاملے میں عدت طلاق تین مہینے ہے۔ اب یہ ظاہر ہے کہ عدت طلاق کا سوال پیدا ہی اس وقت ہوتا ہے جب کہ پہلے نکاح ہو چکا ہو۔ اس طرح قرآن مجید صریح طور پر اس لڑکی کے ساتھ نکاح کو جائز قرار دیتا ہے جس کو حیض آنا شروع نہ ہوا ہو۔ ہمارے ملک میں بالعموم لڑکیوں کو ۱۳ برس کے لگ بھگ عمر میں حیض آنا شروع ہو جاتا ہے۔ لہٰذا قرآن کی رو سے اس سے کم عمر کی لڑکی کے ساتھ نکاح جائز ہے۔ لیکن اس آرڈیننس کی رو سے ۱۶ برس سے کم عمر کی لڑکی سے نکاح ناجائز ہے۔

قرآن کے ساتھ اس تصادم کے علاوہ یہ سوال قابل غور ہے کہ اس ملک میں کوئی ایسا قانون ہے جس کی رو سے ۱۶ برس سے کم عمر کی لڑکی کے ساتھ زنا کا ارتکاب ممنوع ہو سکے؟ محض یہ بات کہ ۱۶ برس سے کم عمر کی لڑکی کی رضا ... اور اس کے ساتھ مباشرت زنا بالجبر قرار پائے، اس خرابی کی روک تھام کے لئے کوئی مؤثر ذریعہ نہیں ہے۔ اسلئے کہ ایسی لڑکی اگر اپنی مرضی سے زنا کرائے تو اس جرم کا قانون کے علم میں آنا ضروری نہیں ہے۔ لیکن اس کا نکاح جب بھی کیا جائے گا وہ لازماً قانون کے علم میں آئیگا اور اس کے مرتکبین سزا پائیں گے۔ اب یہ کیسی ستم ظریفی ہے کہ ایک لڑکی کے زنا کا ہو جانے کا تو سدباب نہ ہو مگر اس کے نکاح کا سدباب کر دیا جائے۔ اگر ایک باپ اپنی ۱۴-۱۵ برس کی عمر کی لڑکی کو بگڑتے ہوئے دیکھ کر اس کا نکاح کر دینا چاہے تو وہ نہ کر سکے اور اس کے بگڑنے کے خطرے کو مجبوراً برداشت کرتا رہے۔

ہمیں اس سے انکار نہیں کہ صغر سنی کی شادی بالعموم ہمت افزائی کی مستحق نہیں ہے اور جن حالات میں ایسا نکاح قباحتیں پیدا کرتا ہے وہاں اس کی اصلاح کی ضرورت ہے لیکن معاشرے کی ہر خرابی کا علاج قانون ہی نہیں ہے۔ عوام میں تعلیم و تلقین کے ذریعہ سے اس رجحان کو روکا جا سکتا ہے بغیر اس کے کہ قانوناً نکاح کی عمر مقرر کر کے اس سے کم عمر کے نکاح کو سرے ہی سے حرام کر دیا جائے۔

یہ ایک حق نصیحت ہے جو اس ملک کی بھلائی کے لئے اس آرڈیننس کی غلطیوں کی نشان دہی کر کے ہم ادا کر رہے ہیں۔ اس کو ادا کر دینے کے بعد ہمارا فرض ختم ہو جاتا ہے۔ اب یہ حکومت کا کام ہے کہ جن غلطیوں کی نشان دہی دلائل کے ساتھ کر دی گئی ہے وہ ان کی اصلاح کرے۔

(۱) (مولانا) ابوالبرکات سید احمد قادری ناظم مرکزی انجمن حزب الاحناف پاکستان، لاہور۔
(۲) (مولانا) محمد ادریس کاندھلوی، شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور (۳) (مولانا) محمد داؤد غزنوی صدر جمعیت اہلحدیث، لاہور (۴) (مولانا) ابو الحسنات سید خلیل احمد قادری خطیب مسجد وزیر خان، لاہور (۵) (مولانا حافظ) محمود احمد روپڑی ناظم جامع قدس اہلحدیث لاہور۔ (۶) (مولانا) عبد الستار خان نیازی، لاہور (۷) (مولانا مفتی) محمد حسن (مرحوم) مہتمم جامعہ اشرفیہ، لاہور (۸) (مولانا) سید ابوالاعلیٰ مودودی لاہور
(۹) (مولانا مفتی) جعفر حسین مجتہد، سابق ممبر بورڈ آف تعلیمات اسلامیہ دستور ساز اسمبلی پاکستان۔
(۱۰) سید محمود احمد رضوی نائب ناظم مرکزی انجمن حزب الاحناف پاکستان لاہور
(۱۱) (مولانا حافظ) عبد القادر روپڑی خطیب جامع قدس اہلحدیث لاہور
(۱۲) (مولانا) ابو یحییٰ امام خان نوشہروی، لاہور
"مجھے اصل دفعات سے وہی اختلاف ہے جو اس مضمون میں ظاہر کیا گیا ہے، لیکن ان دفعات کی وضاحت میں جو امور تحریر فرمائے گئے ہیں ان کے بعض اجزا سے اتفاق نہیں ہے۔"
(۱۳) (مولانا حافظ) کفایت حسین مجتہد ادارہ عالیہ تحفظ حقوق شیعہ پاکستان لاہور
"مضمون ہٰذا کی بعض جزئیات اگرچہ تفصیل طلب یا غور طلب ہیں، مگر اصل مقصد کے لحاظ سے میں اس پورے مضمون سے متفق ہوں۔"
(۱۴) (مولانا حافظ) محمد عبد اللہ روپڑی متولی جامع قدس اہلحدیث، لاہور

ایک اہم فریضہ

چونکہ موجودہ زمانے میں خلافت الٰہی کی بے پردہ صورت سے زوال ہو گیا ہے۔ لہٰذا ابھی قوتِ الٰہیہ اور شیاطین کا قلع قمع کرنا اسلام کا فرض ہے، اور ہر شخص اسے قدرت کی طرف سے سونپا گیا ہے۔ جو شخص برائی کو روکنے پر قدرت رکھنے کے باوجود اسے روکنے کی کوشش نہیں کرتا وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک مجرم ہے۔ قوت اور طاقت کے ذریعہ روکنے کی قوت رکھنے والوں کے ذریعہ روکے، زبان کے ذریعہ روک سکتا ہے تو کلمۂ حق کہنے میں دریغ نہ کرے یہ استطاعت نہ ہو تو دل سے برا سمجھے۔ نبوی تعلیمات کے مطابق یہ ایمان کا ضعیف ترین درجہ ہے۔ امتِ محمدیہ کو خدا تعالیٰ نے خیر الامم فرمایا ہے تو اسکی وجہ یہی ہے کہ یہ امت نیکی پھیلانے اور برائی کو روکنے کی آرزومند رہتی ہے۔ جو شخص اس صفت سے متصف نہ ہوگا وہ ان سعادتوں سے محروم رہے گا جو امتِ محمدیہ کا ایک فرد ہونے کی حیثیت سے اسے حاصل ہو سکتی تھیں۔ اگر ہم ان صفات سے عاری ہوں تو آنکھیں جرائم کے نتائج صرف اپنی ذات تک محدود رہیں گے، اور اگر پوری ملت اس فریضہ سے غفلت کرے تو وہ خدا کے ہولناک عذاب سے مامون و محفوظ نہیں رہ سکتی۔ امم سابقہ پر جو عذاب آئے انکی بڑی وجہ یہی تھی کہ انہوں نے خیر کو پھیلانے اور برائی کو روکنے کے فرائض قطعی طور پر فراموش کر دیے تھے۔ شیطانوں کو اپنے گھر وقت بلا روک ٹوک آنا جانا سمجھتے تھے، انکے اندر کر اہیت کا کوئی جذبہ پیدا نہ ہوتا تھا، خدا کی نافرمانیوں کے سیلاب نے انھیں لپیٹ میں لے لیا، اور وہ اپنا وجود تک قائم نہ رکھ سکے۔ خدا تعالیٰ کے عذاب نے انھیں نیست و نابود کر دیا۔

کسی معاشرے کی صحت اسی وقت تک برقرار رہ سکتی ہے جب تک اسکے افراد کے دلوں میں قانون اور ضوابط کا احترام باقی رہے جب یہ معاشرے سے اٹھ گیا، معاشرے کا ہر فرد اگر اپنے ذاتی اغراض کو نظر انداز کرتے اور اسکے اسلامی اصولوں کے احترام کا کوئی جذبہ انکے دلوں میں موجود نہ ہو تو وہ اپنے تحت مند اصولوں کے باوجود تباہی سے محفوظ نہیں رہ سکے۔

صحابہ کرام کی سب سے بڑی خصوصیت یہ تھی کہ زندگی کے ہر شعبے میں انکے پیش نظر اسلامی اصولوں کی ترویج اور سربلندی مقصود تھا۔ تجارت کرتے، کھیتی باڑی کرتے ہوئے ان کا مقصد اصلی تبلیغ اسلام ہی ہوتا۔ ہر شعبے میں دین کے راستے پر وقف ہوا کرتے۔ دنیا کے دوسرے فرائض سرانجام دیتے ہوئے انھوں نے کبھی اپنے مقصد حیات کو نظر انداز نہیں کیا۔ اصل مقصد انکی زندگی اسلام کی تبلیغ تھا۔

انجمن سلامان اہلسنت شیارنہ شریف کا قیام

مسلمانان اہل سنت شیار نہ شریف حیدرآباد سندھ نے متفقہ طور پر ایک انجمن بنام مرکزی انجمن مسلمانان اہل سنت شیار نہ شریف قائم کی ہے جسکے سرپرست مندرجہ ذیل حضرات کرام ہیں:

(۱)۔ قبلہ پیر حاجی محمد قاسم صاحب سرہندی۔
(۲)۔ قبلہ حاجی علی اکبر شاہ صاحب مہتمم جامعہ عربیہ کالج حیدرآباد۔
(۳)۔ حاجی محمد قطب شاہ صاحب نائب مہتمم جامعہ عربیہ
(۴)۔ مخدوم امیر احمد صاحب پرنسپل اورینٹل کالج حیدرآباد۔

خدا کا شکر ہے کہ مسلک اہل سنت کے مطابق ایک مسجد کا انتظام اس انجمن نے سنبھال لیا ہے جس میں سے ایک تو بمقام جو تذکرہ ہے۔ دوسری خاص شہر حیدرآباد اور باقی تحصیل خاص شیار نہ شریف میں ہیں۔ اور اس انجمن نے ایک مدرسہ بھی قائم کیا ہے جس میں ایک قاری اور ایک عالم برائے تعلیم مقرر کیا ہے عزائم بہت بلند ہیں خدا توفیق و برکت عطا فرمائے۔

(حافظ شبیر احمد شیار نہ شریف)

سالانہ جلسہ شجاع آباد

دارالعلوم محمدیہ انجمن اسلامیہ کا سالانہ جلسہ زیر نگرانی جامع مسجد شجاع آباد میں بتاریخ ۲۹-۳۰-۳۱ مارچ جمعہ، ہفتہ، اتوار کو ہو رہا ہے جس میں حضرت مفتی اعظم صاحب، حضرت علامہ سید ابوالحسنات صاحب، جنوری صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ صاحب، حضرت مولانا محمد عمر صاحب اور اکابر علماء اہل سنت شرکت فرما رہے ہیں، دور دراز کی ذات گرامی کو بھی اس دعوت میں ضرور تکلیف دینی ہوگی۔ (الحمد للہ)

یوم بدر — ادارہ مجددیہ اہل سنت کے زیر اہتمام بانتظام شاہ عالمی جامع مسجد لاہور میں ۱۲ فروری ۱۹۶۱ء کو بعد نماز عشاء یوم بدر کی تقریب پر ایک جلسہ ہوا جس میں حضرت علامہ مولانا غلام قادر صاحب صدر ادارہ مجددیہ اہل سنت مولانا غلام مصطفےٰ صاحب، مولانا محمد بخش تبسم ایم اے، مولانا سید فاروق حسین شاہ صاحب مولانا محمد رفیق صاحب، حافظ محمد شفیع صاحب اور حافظ محمد اکبر صاحب نے یوم بدر پر دلچسپ انداز میں تقریریں فرمائیں اور حضرت نبی کو خراج تحسین پیش فرمایا۔ اور ابلیل پاکستان صوفی محمد علی صاحب، صوفی اللہ دتہ صاحب کرگویا نے نعت خوانی سے سامعین کے قلوب کو منور فرمایا۔ (نامہ نگار)

ڈائریکٹر ریڈیو پاکستان سے مرکزی جمعیۃ العلماء پاکستان کے وفد کی ملاقات

۱۸ فروری ۱۹۶۱ء کو مرکزی جمعیۃ العلماء پاکستان کا ایک وفد جس میں مولانا قاسمی احمد صاحب نائب ناظم مرکزی صاحب، مولانا سید امیر احمد صاحب چوہدری شامل تھے۔ حضرت علامہ ابوالحسنات صدر مرکزی جمعیۃ العلماء پاکستان کی قیادت میں ریڈیو کے ڈائریکٹر جناب تبسم صاحب سے ملا۔ وفد کی ملاقات ایک گھنٹہ قریب تک بڑے خوشگوار ماحول میں جاری رہی۔ وفد نے حسب ذیل مسائل کی طرف متوجہ کیا۔

۱۔ ریڈیو عصر حاضر میں ایک اہم ذریعہ تبلیغ بن گیا ہے۔ اگر کوشش کی جائے تو اس سے عوام پاکستان کی اصلاح معاشرہ کا بہترین کام لیا جا سکتا ہے، مگر افسوس ہے کہ ماہِ رمضان المبارک جیسے مقدس مہینے میں بھی ریڈیو کے اکثر پروگرام کا سلسلہ بند نہیں کیا جاتا۔

۲۔ نیز رمضان المبارک میں سحر کے وقت پروگرام جاری کر کے بہت سے پاکستانی عوام میں تشویش پیدا کر دیتے ہیں، مگر یہ پروگرام نصف گھنٹہ کا ہوتا ہے اس میں اضافہ ہونا چاہیے۔

۳۔ رمضان المبارک میں تیوم بدر، یوم القرآن، لیلۃ القدر، جمعۃ الوداع جیسے اہم دلچسپ حیثیت سے پیش کیے جاتے ہیں اور ان پروگراموں میں مسلک اہل سنت کے علماء کو مواقع بہت کم ملتے ہیں اور اس طرح حقیقی تعلیمات کی اصلاح ہونے کی صورت پیدا نہیں ہوتی۔ ایک ہی مکتبۂ خیال کے علماء کو بطور وارث مقرر کر دیا گیا ہے۔

ڈائریکٹر صاحب نے انتہائی اخلاق و محبت سے ملاقات فرمائی اور وفد کو یقین دلایا کہ آپ حضرات کی سفارشات پر بھی توجہات مبذول کروں گا۔ (مرکزی جمعیۃ العلماء پاکستان)

مدارس اسلامیہ کے طلبا کیلئے فری لاگت سے

ماثبت من السنۃ (اردو)

مولانا شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ جس کی قیمت علاوہ محصول ڈاک ساڑھے تین روپیہ ہے۔ علماء کے طلباء اپنے مدرسہ کے مہتمم یا مدرس کی تصدیق کے ساتھ صرف ایک روپیہ فی کتاب ارسال کر کے حاصل کر سکتے ہیں۔

اگر بذریعہ رجسٹری منگانی ہو تو دس پیسے رجسٹری مزید بھیجیں۔ چند طلباء مل کر بھی طلب کر سکتے ہیں۔

ملنے کا پتہ
مکتبہ سواد اعظم۔ اہل سنت موچی گیٹ لاہور

مدرسہ غوثیہ نعیمیہ گجرات میں طلباء کا داخلہ

مدرسہ غوثیہ نعیمیہ گجرات کے شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خاں صاحب نعیمی مدظلہ اعلان فرماتے ہیں کہ مورخہ ۲۰ رمضان سے ۱۰ شوال تک مدرسہ میں داخلہ جاری رہے گا۔ طلباء کا قیام و طعام مدرسہ کے ذمہ ہوگا۔ طلباء موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں۔ اونچی کتب پڑھنے والے طلباء کو ترجیح دی جائے گی۔

(نوٹ): مدرسہ کا سالانہ جلسہ مورخہ ۵۔ اپریل ۱۹۶۱ء بروز بدھ منعقد ہوگا۔

تعارف و تبصرہ

بڑھیا بڑا اور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی کرامت

مصنف شیخ التفسیر حضرت مولانا محمد فیض احمد اویسی صفحات ۳۶ قیمت ۲۵ نئے پیسے۔ ملنے کا پتہ مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور۔

اس رسالہ میں قرآن و احادیث و اقوال بزرگان دین سے ثبوت دیا گیا ہے کہ واقعی حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ نے بارہ سال کے بعد بڑھیا کے بیٹے کو صحیح و سالم دریا سے خدا کے فضل و کرم سے نکالا تھا۔ اس واقعہ کی سند بھی مستند کتب سے دی گئی ہے۔ اہل عقیدت کے لیے بہترین تحفہ ہے۔ عوام کیلئے ایک محبوب تحفہ ہے۔

سوانح عمری خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ

صفحات ۹۶ قیمت آٹھ آنے۔ ملنے کا پتہ: مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور۔

حضرت خواجہ غلام فرید صاحب قدس سرہ کے عشق کی سوانح عمری پڑھنا ایمان و دل کے لیے بہترین مشعل راہ ہے۔ اس کتابچہ میں آپ کی ولادت سے لیکر وصال شریف تک کے حالات و کرامات درج ہیں اور آپ کی وصیت کے علاوہ ارشادات بھی لکھ دیئے گئے ہیں، اور آخر میں آپ کے خلفاء کے نام بھی تحریر ہیں۔

اشتہار شائع نہ ہو سکے گا

بعض تکلیف دہ حوادث اور الطرف رو ہونے کی وجہ سے مضامین و اطلاعات کے باعث آئندہ شمارہ بروقت شائع ہو کر شائع نہ ہو سکے۔ ہم قارئین سے معذرت خواہ ہیں۔ (نائب مدیر)

شیطان اور اسکے ساتھی

(گذشتہ سے پیوستہ)

تصور نبی اور تصور خر

کتاب صراط مستقیم کی مشہور و معروف عبارت کہ نماز میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال آ جانے سے گدھے کے خیال کا بھی اچھا کہا گیا ہے یہ کون پیدا کرتا ہے ، حالانکہ ایسے خیال پیدا کرنے والے کا خود نام آتا ہے - اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم - آپ سمجھ گئے ہونگے کہ وہ شیطان صاحب ملعون ہیں - اور حضرت کا خیال آنا اچھا ہے - ایسے لکھنے والے کو ہم ، جو تو ان حضرات کو اس سے پیار ہے اور ان کے دوست ہیں - اسی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال آنے سے اس لعین کا خیال کا اچھا ہے - آخر انہیں باتوں دوستوں کی تو یہ ہو رہی ہیں ، جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے الفت و محبت ہے اور جھک اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ یا اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ تو کہیں ان کو نماز میں الفت نہیں آتا اور ان کی نماز نہیں ہوتی -

شیطان کا نماز سکھانا

مندرجہ بالا کتاب صراط مستقیم کی عبارت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ایسے عقیدہ والے حضرات کو نماز پڑھنے کا طریقہ شیطان نے سکھایا ہے - وجہ یہ ہے کہ جب کوئی صحیح العقیدہ مسلمان نماز پڑھنے کھڑا ہوگا تو نیت کریگا ، تو فوراً اسکو خیال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا آئیگا کہ ان کا فرمان ہے کہ جب نماز کے لئے کھڑے ہو تو نماز کی نیت کرو - پھر تکبیر تحریمہ کریگا تو پھر بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال آئیگا کہ انہوں نے فرمایا ہے جیسے تکبیر تحریمہ کرنی چاہئیے - گویا ہر ایک رکن کے ادا کرتے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال آئیگا کہ انہوں نے ہر ایک رکن کو ادا کرنا اور تسبیح پڑھنا بتایا ہے - جو ہر ایک صحیح العقیدہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے - لیکن جن کا پیر و مرشد اور امام شیطان لعین ہے اور جو اس کی تعلیم کے پیرو ہیں ان کو تو بجائے نبی کریم کے گدھے کا خیال آتا ہے کیونکہ ان کو شیطان ہی نے سکھایا ہے -

فاتحہ پڑھنے سے روکنے کی وجہ

نماز فجر یا تیجہ ، فاتحہ و ختم شریف پڑھنے سے روکنے کی وجہ یہ ہے کہ جب بھی کوئی ختم شریف یا فاتحہ پڑھنے والا ختم شریف یا فاتحہ پڑھے گا ، تو وہ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ضرور پڑھے گا ، تو اس کے پڑھنے سے ان (ختم شریف پڑھنے والوں) کا ساتھی یا پیر و مرشد شیطان لعین فوراً بھاگ جائیگا اور اسکو اس کھانے سے حصہ نہ ملے گا ، تو اسکو حصہ نہ ملنے سے اسکے دوستوں کو سخت رنج ہوتا ہے ، سو یہ ختم شریف پڑھنے کو ناجائز کہنے والے اس کھانے کو حرام کہتے اور اسکے کھانے سے منع کرنے سے اس (شیطان) کا گہری دوستی کا ثبوت دیتے ہیں -

(بقیہ صفحہ اول)

کی شفاعت مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کی دل آزاری ، حضرت کا وسیلہ نہیں ہو سکتا کہ دینی و اسلامی اور مذہبی پیشواؤں اور اولیا کرام کی ذات سے مذاق نہیں اڑایا جا رہا ؟ کیا علماء اہل سنت و جماعت کی ایسی تحریرات نہیں ، تو جاری ہے کہ انکا صرف یہی کام ہے کہ وہ مذہبی معاملات میں آپس میں جھگڑے ہیں - کیا تصوف کی حقیقت و صورت نو شریعت کے خلاف ہے ؟ شریعت کے علمبردار کی انتہا نہیں ہو رہی ہے ؟ ان حقائق کی وجہ سے اہل سنت و جماعت و صوفیا کرام کا خاتمہ ہو رہا ہے ؟ کیا اسی طرح و خصوصیات کے اختلافات ہیں ؟ کیا عقیدہ صرف سواد اعظم لاہور پیش کر رہا ہے ؟ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہمیں وقت نور اور سواد اعظم جیسا بے باک پرچہ ملا جو آڑے وقت میں اہل سنت کی ترجمانی کر رہا ہے -

ملے گا صرف اور صحیح کارواں جاتا رہا ۔ کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

حضرت سیدنا گولڑہ شریف اعلان فرمائیں

میں اعلیٰ حضرت پیر صاحب سیدی و مرشدی گولڑہ شریف سے معروض ہوں کہ آپ اعلان فرمادیں کہ شورش کا شمیری کا گولڑہ شریف سے کوئی تعلق یا واسطہ نہیں ہے - اس اطلاع سے اس مادہ کی تحقیق کی تمام غلط فہمی دور ہو سکتی ہے اور یہ بدعتی کا فتنہ حق و اندر اپنے جھوٹے مذہب کو پھیلا نہیں سکے گا - خدا اہل سنت و جماعت سے یہ چاہتا ہے کہ وہ ظلم و ضبط سے اپنی اور یقین کمال رکھیں - یہ حلقہ حقیقت کی تو نیت پر شک نہیں ہو سکتا - اور اللہ تعالیٰ حق و دشمن کو باطل ، و نیک وہ ظالم ۔ مع والسلام ۔

کہیں ایسا نہ ہو کہ بجائے نیک سواد اعظم کا پیرو سن

رفیق ارسال تھی وہی ہے اسلام ۔ گر ضرور تو سید کی تمام اجماع پہ است

والسلام علیکم ۔ خدا اہل سنت کو ہدایت دے ۔ آمین بجاہ نبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم -

(بقیہ صفحہ (۳) خواب میں خواب)

شاہد دیکھا ہو کہ خواب میں بھی خواب دیکھ رہا ہوں - لیکن جب جاگ پڑے - تب بھی وہی خواب والا خیال موجود ہے - گویا خواب و بیداری میں بھی جو ہو رہا ہے حکیم صاحب کے مریدان باصفا کو پھر بھی انھوں نے جانت ہے - ہوئے جو حکیم صاحب کے مریدان باصفا -

دیوبندیو ! مزاروں کو قبر پرست سمجھتے ہو - دیکھو نا اس مرید باصفا کا عقیدہ ہے حقیقی معنوں میں پیر پرستی - اسے کہتے ہیں شرک - ٹھیک ہے کہ غلط ہے ہی تو تعبیر خواب کی کتابیں ہیں - اب اگر ان حکیمان دیوبند کی بیداری کی باتیں شائع ہو جائیں ، تو انشاء اللہ دو چار صفحے تو کیا ، ایک ضخیم کتاب بن سکتی ہے -

ابھی دیکھئے نا ! یہ کرامت ہی تو نہیں ہیں - کوئی "مجدد" ہے - کوئی "جنید عصر" ہے کوئی "حکیم امت" ہے - کوئی "حکیم ملت" ہے - کوئی "بخاری وقت" کوئی "محدث" ہے پھر کوئی "مفسر" ہیں - غرضیکہ سب خوبیوں کے تو یہ جامعے ہی تو مالک ہیں پھر یہ اگر بیٹھ بانگ دعوے کر بیٹھیں ، تو پھر کوئی ناجائز بھی تو نہیں ! دین کے مشتاق جو ہوئے -

آپ پوچھیں گے کہ ان ہاں ان شریعت و طریقت کو اگر ایسے خواب دیکھنے میں آئے تھے ، تو بس بات وہیں کی وہیں دبا رہنے دیتے - خواہ مخواہ الم نشرح کرنیکی کیا ضرورت تھی ؟ - تو بھائیو ! تم بڑے ہی سیدھے سادھے ہو - اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ یہ لوگ اپنی مشہوری چاہتے تھے - شہرت - بھلے ہی - بد نام اگر ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا

شہرت ! کس بات کے لیے ؟ بڑے بڑے جن ٹیک حافظ ہو رہے ہیں - بڑے پہنچے والے پیر ہیں - بڑے ہی محدث ہیں - بہت بڑے ولی ہیں - غرضیکہ جس پہلو سے کوئی دیکھے - یہ حکیمان دیوبند انہیں بڑے ہی نظر آئیں -

بس میں ان ہی الفاظ پر اپنے مضمون کو ختم کرتا ہوں ، کیونکہ حامیان شورش اور شورش کی یا سی گرمیوں میں جو لگاتی آگ لگا تھا ، بقصد لناقل یہ مضمون اس گرمی کے لئے ٹھنڈے پانی کی حیثیت رکھتا ہے - جس سے ہوسکے وقت کا اُبال شاید اتر جائے - ورنہ تعلیم ابھی سالم ہے ، بلکہ بالکل نئی دور KAYINK کی طرح ہوئی ربات سامنے رکھی ہے - اس وقت تک یہ علم باطل کے تاندیوں بکھیرتا رہے گا ، جب تک کہ عالم کے ہاتھ شل نہ ہو جائیں - لیکن مجھے حکمت خداوندی پر یقین ہے کہ میرے ہاتھ باطل کی کاٹ میں اگر ایک گری عمل ہونگے - اور ہو اللہ علیہ و ستعین

ماہنامہ نوری کرن بریلی کا پانچواں شمارہ شیخ المحدیث نمبر ہوگا

جو حضرت علامہ ابو الفضل شیخ المحدیث مولانا محمد سردار احمد صاحب قدس سرہ العزیز کی یادگار میں شائع ہو رہا ہے - سالانہ خریداران کو اسی چندہ میں پیش کیا جائیگا -

مدیر "نوری کرن" بازار صندل خان بریلی

افضل سٹر یونانی لیبارٹری لاہور

قوت حافظہ و دماغ کے لیے بہترین ٹانک

روشن دماغ

چند خصوصیات

دماغی کام کرنے والوں کے لیے بہترین تحفہ ہے ● دماغ کی تمام قوتوں میں ایک سی قوت پیدا کرنے میں بے مثل ٹانک ہے ● اس کے کھانے کے بعد طبیعت خود بخود معدے کی طرف راغب ہو جاتی ہے ● جسم میں چستی طبیعت میں فرحت و دماغ میں روشنی ، حواس تیز اور حافظہ قوی ہو جاتا ہے ● دماغ کیلئے بیش بہا تحفہ ہے ● صحت کیلئے ایک اکسیر ہے ● جسم کیلئے یکساں مفید ہے ● ہر شخص کو اس کی ضرورت ہے ● حافظہ دنیا کی بہترین دولت ہے دماغ کی تمام قوتوں کی حفاظت کرتا ہے اور قائم رکھتا ہے ● دماغ کی تمام کمزوریاں دور کرنے کیلئے بے نظیر ہے ● ہر مزاج اور ہر طبیعت کیلئے موافق ہے ● طالب علموں ، وکیلوں اور دماغی کام کرنے والوں کیلئے خوش ذائقہ اور بہترین ٹانک ہے

قیمت مجموعی فی شیشی دو روپے — بڑی شیشی چار روپے

اپنے نمبر کے ڈپو سے طلب کریں یا براہ راست ذیل سے منگائیں

محمد افضل خان ، دیسی سٹر عطاران ، لال کنواں ، موچی گیٹ لاہور

ذخیرہ کتب :- سید منور علی شاہ صاحب (امریکہ)